بموقع: تحفظ سنت کانفرنس
زیر اہتمام: جمعیت علماء ہند

علم حدیث میں
امام ابو حنیفہ کا مقام و مرتبہ

از

حبیب الرحمٰن اعظمی
استاذِ حدیث دار العلوم دیوبند

شائع کردہ

جمعیة علماء هند
۱ بہادر شاہ ظفر مارگ نئی دہلی ۔ ۱۱۰۰۰۲ (انڈیا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ کی جلالتِ قدر و عظمت شان کے لیے یہ کافی ہے کہ وہ تابعیت کے عظیم دینی اور روحانی شرف کے حامل ہیں امام ابوحنیفہؒ کی یہ ایسی فضیلت ہے جس نے انہیں اپنے معاصر۔۔۔ فقہاء محدثین میں اسناد عالی کی حیثیت سے ممتاز کردیا ہے۔ چنانچہ علامہ ابن حجر ہیتمی مکی لکھتے ہیں۔

" إنه أدرك جماعة من الصحابة كانوا بالكوفة بعد مولده بها سنة ثمانين فهو من طبقة التابعين ولم يثبت ذلك لأحد من أئمة الأمصار المعاصرين له كالأوزاعي بالشام، والحمادين بالبصرة، والثوري بالكوفة و مالك بالمدينة المشرفه، والليث بن سعد بمصر" (۱)

> امام ابوحنیفہ نے اپنی پیدائش سن ۸۰ھ کے بعد صحابہ کی ایک جماعت کا زمانہ پایا ہے جو کوفہ میں تھے اس لیے وہ تابعین کے طبقہ میں ہیں، اور یہ شرف ان کے معاصر محدثین وفقہاء جیسے شام میں امام اوزاعی، بصرہ میں امام حماد بن سلمہ، امام حماد بن زید، کوفہ میں امام سفیان ثوری، مدینہ میں امام مالک، اور بصرہ میں امام لیث بن سعد کو حاصل نہیں ہو سکا۔

حافظ الدنیا امام ابن حجر عسقلانی نے بھی ایک استفسار کا جواب دیتے ہوئے امام ابوحنیفہؒ کی تابعیت کو بطریق دلائل کے ساتھ بیان کیا ہے ان کے الفاظ ملاحظہ کیجئے!

أدرك الإمام أبو حنيفة جماعة من الصحابة لأنه ولد بالكوفة سنة ثمانين من الهجرة وبها يومئذ من الصحابة عبد الله بن أبي أوفى فإنه مات بعد ذالك بالاتفاق، وبالبصرة يومئذ أنس بن مالك ومات سنة تسعين أو بعدها، قد أورد

---

(۱) الخیرات الحسان فصل سادس ص: ۲۱، از علامہ ابن حجر ہیتمی مکی۔

ابن سعد بسند لا بأس به أن أبا حنيفة رأى أنساً و كان غير هذين فى الصحابة بعدهٗ من البلاد احياء۔

وقد جمع بعضهم جزأ فيما ورد من رواية أبي حنيفة عن الصحابة لكن لا يخلو اسنادها من ضعف والمعتمد علیٰ ادراكه ماتقدم وعلیٰ رويته لبعض الصحابة ماأورده ابن سعد في الطبقات، فهو بهٰذا الاعتبار من طبقه التابعين اه (۱)

امام ابوحنیفہ نے صحابہ کی ایک جماعت کو پایا ہے کیونکہ آپ کی ولادت ۸۰ھ میں کوفہ میں ہوئی اور اس وقت وہاں صحابہ میں سے عبداللہ بن ابی اوفی موجود تھے کیونکہ ان کی وفات بالاتفاق ۸۰ھ کے بعد ہوئی ہے، اور ان دنوں بصرہ میں انس بن مالک موجود تھے اس لیے کہ ان کی وفات ۹۰ھ یا اس کے بعد ہوئی ہے اور ابن سعد نے اِسی سند سے جس میں کوئی خرابی نہیں ہے بیان کیا کہ امام ابوحنیفہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے، نیز ان دونوں اصحاب کے علاوہ اور بھی بہت سے صحابہ مختلف شہروں میں بقید حیات تھے اور بعض علماء نے امام ابوحنیفہ کی صحابہ سے روایت کردہ احادیث کو ایک خاص جلد میں جمع کیا ہے لیکن ان کی سندیں ضعف سے خالی نہیں ہیں، امام ابوحنیفہ کا صحابہ کے زمانے کو پانے کے متعلق قابل اعتماد بات وہی ہے جو گزر چکی ہے اور بعض صحابہ کو دیکھنے کے بارے میں قابل اعتماد بات وہ ہے جس کو ابن سعد نے طبقات میں ذکر کیا ہے لہٰذا اس اعتبار سے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تابعین کے طبقہ میں سے ہیں الخ۔

علامہ ہیثمی مکی اور حافظ ابن حجر عسقلانی کے علاوہ امام دار قطنی، حافظ ابونعیم اصبہانی حافظ ابن عبدالبر، امام خطیب بغدادی، ابن الجوزی، امام سمعانی، حافظ عبدالغنی مقدسی سبط ابن الجوزی، حافظ زین الدین عراقی، ولی الدین عراقی ابن الوزیر یمانی، وغیرہ ائمہ حدیث نے بھی امام اعظم ابوحنیفہؒ کی تابعیت کا اقرار واعتراف کیا ہے۔

ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء

---

(۱) تبييض الصحيفة ص: ۲۵، ۲۶، ۱، حافظ سیوطی مطبوعہ کراچی ۱۴۱۸ھ

طلب حدیث کے لیے اسفار

امام اعظم ابو حنیفہؒ نے فقہ وکلام کے علاوہ بطور خاص حدیث پاک کی تعلیم وتحصیل کی تھی اور اس کے لئے حضرات محدثین کی روش کے مطابق اسفار بھی کئے چنانچہ امام ذہبی جو رجال علم وفن کے احوال وکوائف کی معلومات میں ایک امتیازی شان کے مالک ہیں اپنی مشہور اور انتہائی مفید تصنیف ''سیر اعلام النبلا'' میں امام صاحب کے تذکرہ میں لکھتے ہیں وعنی بطلب الآثار وارتحل فی ذالك (۱) ''امام صاحب نے طلب حدیث کی جانب خصوصی توجہ کی اور اس کے لئے اسفار کئے۔

مزید یہ بھی لکھتے ہیں:۔

ان الامام اباحنیفة طلب الحدیث واکثرمنه سنة مئة وبعدها (۲)

امام ابو حنیفہؒ نے حدیث کی تحصیل کی بالخصوص ۱۰۰ھ اور اس کے بعد کے زمانہ میں اس اخذ وطلب میں بہت زیادہ سعی کی۔

امام ذہبی کے بیان ''وارتحل فی ذالك ''کی قدرے تفصیل صدر الائمہ موفق بن احمد مکیؒ نے اپنی مشہور جامع کتاب ''مناقب الامام الاعظم میں ذکر کی ہے۔ وہ لکھتے کہ امام اعظم ابو حنیفہ کوفی نے طلب علم میں بیس مرتبہ سے زیادہ بصرہ کا سفر کیا تھا اور اکثر سال، سال بھر کے قریب قیام رہتا تھا۔'' (۳)

اس زمانے میں سفر حج ہی افادہ واستفادہ کا ایک بڑا ذریعہ تھا کیونکہ بلاد اسلامیہ کے گوشہ گوشہ سے ارباب فضل وکمال حرمین شریفین میں آ کر جمع ہوتے تھے اور درس وتدریس کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ امام ابو المحاسن مرغینانی نے بالسند نقل کیا ہے کہ امام صاحب نے پچپن حج کئے تھے۔ اور یہ تاریخ اسلام میں کوئی عجیب بات نہیں کہ اسے مبالغہ آمیز تصور کیا جائے کیونکہ متعدد شخصیتوں کے نام پیش کئے جاسکتے ہیں جن کی حج کی تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے چنانچہ امام ابن ماجہؒ کے شیخ علی بن منذر نے اٹھاون حج کئے تھے اور ان میں اکثر پاپیادہ ہی تھے، (۱) محدث سعید بن سلیمان ابوعثمان واسطی نے

---

(۱) سیر اعلام النبلاء ۳۹۲/۶، (۲) سیر اعلام النبلاء ۳۹۶/۶، (۳) مناقب الامام الاعظم ۵۹/۱=

ساٹھ حج کئے تھے (۲) اور حافظ عبد القادر قرشی نے جواھر المضیہ فی طبقات الحنفیہ میں امام سفیان بن عیینہ کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ انھوں نے ستر حج کئے تھے۔

علاوہ ازیں ۱۳۰ھ سے خلیفہ منصور عباسی کے زمانہ تک جسکی مدت چھ سال کی ہوتی ہے آپ کا مستقل قیام مکہ معظمہ ہی میں رہا (۳)

ظاہر ہے کہ اس دور کے طریقہ رائج کے مطابق دوران حج اور اس چھ سالہ مستقل قیام کے زمانہ میں آپ نے شیوخ حرمین شریفین اور واردین وصادرین اصحاب حدیث سے خوب استفادہ کیا ہوگا طلب علم کے اسی والہانہ اشتیاق اور بے پناہ شغف کا ثمرہ ہے کہ آپ کے اساتذہ وشیوخ کی تعداد چار ہزار تک پہنچ گئی (۴)۔ پھر ان چار ہزار اساتذہ سے آپ نے کس قدر احادیث حاصل کیں اس کا کچھ اندازہ مشہور امام حدیث حافظ مِسعَر بن کِدام کے اس بیان سے کیا جاسکتا ہے جسے امام ذہبی نے "مناقب امام ابی حنیفہ وصاحبیہ" میں نقل کیا ہے۔

علم حدیث میں مہارت وامامت

امام مُسعر بن کدام جو اکابر حفاظ حدیث میں ہیں امام صاحب کی جلالت شان کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

طلبت مع ابی حنیفه الحدیث فغلبنا ،واخذنا فی الزهد فبرع علینا وطلبنا معه الفقه فجاء ماترون حواله تلخیص (۵)

> "میں نے امام ابوحنیفہ کی رفاقت میں حدیث کی تحصیل کی تو وہ ہم پر غالب رہے اور زہد وپرہیزگاری میں مصروف ہوئے تو اس میں بھی وہ فائق رہے اور فقہ ان کے ساتھ شروع کی تو تم دیکھتے ہو کہ اس فن میں کمالات کے کیسے جوہر دکھائے۔"

---

(۱) سنن ابن ماجہ باب صید الکلب = (۲) مناقب امام احمد از ابن الجوزی ص ۳۸۷ = (۳) عقود الجمان از مؤرخ کبیر ومحدث امام محمد بن یوسف الصالحی الشافعی ص ۳۱۲ (۴) عقود الجمان میں امام صالحی نے الباب الرابع فی ذکر بعض شیوخہ کے تحت ۲۴ صفحات میں شیوخ امام اعظم کے اسماء ذکر کئے ہیں۔ (۵) مناقب ذہبی ص: ۲۷

یہ مسعر بن کدام وہ بزرگ ہیں جنکے حفظ واتقان کی بناء امام شعبہ انہیں مصحف کہا کرتے تھے (۱) اور حافظ ابو محمد رامہرمزی نے اصول حدیث کی اولین جامع تصنیف المحدث الفاضل میں لکھا ہے کہ امام شعبہ اور امام سفیان ثوری میں جب کسی حدیث کے بارے میں اختلاف ہوتا تو دونوں کہا کرتے کہ ''اذھبنا الی المیزان مسعر'' ہم دونوں کو مسعر کے پاس لے چلو جو فن حدیث کے میزان علم ہیں، ذرا غور تو فرمائیے کہ امام شعبہ اور امام سفیان ثوری دونوں امیر المؤمنین فی الحدیث ہیں پھر ان دونوں بزرگ کی میزان جس ذات کے بارے میں یہ شہادت دے کہ وہ علم حدیث میں ہم پر فوقیت رکھتی ہے اس شخصیت کا فن حدیث میں پایہ کیا ہوگا۔

مشہور امام تاریخ وحدیث حافظ ابوسعد سمعانی کتاب الانساب میں امام صاحب کے تذکرہ میں لکھتے ہیں۔

> اشتغل بطلب العلم و بالغ فیه حتی حصل له مالم یحصل لغیرہ ۔ (۲)
>
> ''امام ابوحنیفہ طلب علم میں مشغول ہوئے تو اس درجہ غایت انہماک کے ساتھ ہوئے کہ جس قدر علم انہیں حاصل ہوا دوسروں کو نہ ہو سکا''

غالباً امام صاحبؒ کے اسی کمالِ علمی کے اعتراف کے طور پر امام احمد بن حنبل اور امام بخاری کے استاذ حدیث شیخ الاسلام حافظ ابوعبدالرحمٰن مقری جب امام صاحب سے کوئی حدیث روایت کرتے تو اس الفاظ کے ساتھ روایت کرتے تھے اخبرنا شاھنشاہ ہمیں علم حدیث کے شہنشاہ نے خبر دی۔ یہ حافظ ابوعبدالرحمٰن مقری امام ابوحنیفہ کے خاص شاگرد ہیں اور امام صاحب سے نوسو ۹۰۰ حدیثیں سنی ہیں جیسا کہ علامہ کردی مناقب الامام الاعظم (ج ۲ ص ۲۱۶ مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدر آباد) میں لکھتے ہیں عبداللہ بن یزید المقری (ابوعبدالرحمٰن) سمع من الامام تسع مأۃ حدیث)

اسی بات کا اعتراف محدث عظیم حافظ یزید بن ہارون نے ان الفاظ میں کیا ہے۔

> کان ابو حنیفة نقیا، تقیا، زاھدا، عالما، صدوق اللسان احفظ اھل زمانه (۳)۔

---

(۱) تذکرۃ الحفاظ از امام ذہبی ۱/۱۸۸ = (۲) کتاب الانساب طبع لندن ورق ۱۹۶ = (۳) اخبار ابی حنیفہ واصحابہ از صمیری ص ۳۶ =

امام ابوحنیفہ پاکیزہ سیرت، متقی، پرہیز گار، صداقت شعار اور اپنے زمانہ میں بہت بڑے حافظ حدیث تھے۔

امام ابوحنیفہؒ کے علوم وقرآن وحدیث میں امتیازی تبحر اور وسعتِ معلومات کا اعتراف امام الجرح والتعدیل یحییٰ بن سعید القطان نے ان وقیع الفاظ میں کیا ہے۔ إنه والله لأعلم هذه الا مة بماجاء عن الله ورسوله. (۱)

”بخدا ابوحنیفہ اس امت میں خدا اور اس کے رسول سے جو کچھ وارد ہو رہے اس کے سب سے بڑے عالم تھے۔“

امام بخاریؒ کے ایک اور استاذ حدیث امام مکی بن ابراہیم فرماتے ہیں۔

كان أبو حنيفة زاهدا، عالماً، راغباً في الآخرة صدوق اللسان أحفظ اهل زمانه (۲)

”امام ابوحنیفہ، پرہیز گار، عالم، آخرت کے راغب، بڑے راست باز اور اپنے معاصرین میں سب سے بڑے حافظ حدیث تھے۔“

امام ابوحنیفہؒ کی حدیث میں کثرت معلومات کا اندازہ اس سے بھی کیا جاسکتا ہے کہ امام صاحب نے حدیث پاک میں اپنی اولین تالیف کتاب الآثار کو چالیس ہزار احادیث کے مجموعہ سے منتخب کر کے مرتب کیا ہے۔ چنانچہ صدر الائمہ موفق بن احمد مکی محدث کبیر امام الائمہ بکر بن محمد زرنجری متوفیٰ ۵۱۲ھ کے حوالہ سے لکھتے ہیں۔

وانتخب ابو حنيفة رحمه الله الآثار من اربعين الف حديث ۔ (۳)

”امام ابوحنیفہ نے کتاب الآثار کا انتخاب چالیس ہزار احادیث سے کیا ہے۔“

پھر اسی کے ساتھ امام حافظ ابویحییٰ زکریا بن یحییٰ نیشاپوری متوفی ۲۹۸ھ کا یہ بیان بھی پیش نظر رکھئے جسے انہوں نے اپنی کتاب مناقب ابی حنیفہ میں خود امام اعظم سے بہ سند نقل کیا ہے کہ:

---

(۱) مقدمہ کتاب التعلیم از مسعود بن شیبہ سندھی بحوالہ ابن ماجہ اور علم حدیث ص ۱۶۷ از محقق بیر علامہ محمد عبد الرشید نعمانی (۲) مناقب الامام الأعظم از صدر الائمہ موفق بن احمد مکی (۳) مناقب الامام الاعظم ۱/۹۵

عندی صناديق الحديث ما أخرجت منهما إلا أليسير الذی ينتفع به ۔ (۱)

> ''میرے پاس حدیث کے صندوق بھرے ہوئے موجود ہیں مگر میں نے ان میں سے تھوڑی حدیثیں نکالی ہیں جن سے لوگ نفع اٹھائیں۔''

اب خدا ہی کو معلوم ہے کہ ان صندوقوں کی تعداد کیا تھی اور ان میں احادیث کا کس قدر ذخیرہ محفوظ تھا۔ لیکن اس سے اتنی بات تو بالکل واضح ہے کہ امام اعظم علیہ الرحمہ والغفران کثیر الحدیث ہیں اور یار لوگوں نے جو یہ مشہور کر رکھا ہے کہ حدیث کے باب میں امام صاحب تہی دامن تھے اور انہیں صرف سترہ حدیثیں معلوم تھیں یہ ایک بے بنیاد الزام ہے علمی دنیا میں قطعاً غیر معروف اور اوپرا ہے۔ جو بازاری افسانوں سے زیادہ کی حیثیت نہیں رکھتا۔

ضروری تنبیہ

اس موقعہ پر یہ علمی نکتہ پیش نظر رہے کہ یہ چالیس ہزار متون حدیث کا ذکر نہیں بلکہ اسانید کا ذکر ہے پھر اس تعداد میں صحابہ واکابر تابعین کے آثار واقوال بھی داخل ہیں کیونکہ سلف کی اصطلاح میں ان سب کے لئے حدیث واثر کا لفظ استعمال ہوتا تھا۔

امام صاحب کے زمانہ میں احادیث کے طرق واسانید کی تعداد چالیس ہزار سے زیادہ نہیں تھی بعد کو امام بخاری، امام مسلم وغیرہ کے زمانہ میں سندوں کی یہ تعداد لاکھوں تک پہنچ گئی کیونکہ ایک شیخ نے کسی حدیث کو مثلاً دس تلامذہ سے بیان کیا تو اب محدثین کی اصطلاح کے مطابق یہ دس سندیں شمار ہونگی اگر اب کتاب الآثار اور مؤطا امام مالک کی احادیث کی تخریج دیگر کتب حدیث کی احادیث سے کریں تو ایک ایک متن کی دسیوں بیسیوں سندیں مل جائیں۔

حافظ ابونعیم اصبہانی نے مسند ابی حنیفہ میں بسند متصل یحیٰی بن نصر صاحب کی زبانی نقل کیا ہے کہ:

دخلت علی أبی حنيفة فی بيت مملوء کتباً فقلت: ماهذه؟

---

(۱) مناقب الامام الاعظم ۱/۹۵

قال هذه أحاديث كلها وما حدثت به الاالیسیر الذی ینتفع به(۱)

''میں امام ابوحنیفہ کے یہاں ایسے مکان میں داخل ہوا جو کتابوں سے بھرا ہوا تھا۔ میں نے ان کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا یہ سب کتابیں حدیث کی ہیں اور میں نے ان سے تھوڑی سی حدیثیں بیان کی ہیں جن سے نفع اٹھایا جائے''۔

مشہور محدث ابومقاتل حفص بن سلم امام ابوحنیفہؒ کی فقہ وحدیث میں امامت کا اعتراف ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

وکان أبوحنیفة إمام الدنیا فی زمانه فقهاوعلما وورعاً قال: وکان أبوحنیفة محنة یعرف به أهل البدع من الجماعة ولقد ضرب بالسیاط علی الدخول فی الدنیا لهم فابی(۲)

امام ابوحنیفہ اپنے زمانہ میں فقہ وحدیث اور پرہیز گاری میں امام الدنیا تھے۔ ان کی ذات آزمائش تھی جس سے اہل سنت والجماعت اور اہل بدعت میں فرق وامتیاز ہوتا تھا انہیں کوڑوں سے مارا گیا تاکہ وہ دنیاداروں کے ساتھ دنیا میں داخل ہو جائیں (کوڑوں کی ضرب برداشت کرلی) مگر دخول دنیا کو قبول نہیں کیا۔

حفص بن مسلم کے قول "وکان أبوحنیفة محنة یعرف به أهل البدع من الجماعة" **(امام ابوحنیفہ آزمائش تھے ان کے ذریعہ اہل سنت اور اہل بدعت میں تمیز ہوتی تھی) کی وضاحت امام عبدالعزیز ابن ابی رواد کے اس قول سے ہوتی ہے وہ فرماتے ہیں:**

أبوحنیفة المحنة من أحب أباحنیفة فهو سنّی ومن أبغض فهو مبتدع(۳)

''امام ابوحنیفہ آزمائش میں ہیں جو امام صاحب سے محبت رکھتا ہے وہ سنی ہے اور جو ان سے بغض رکھتا ہے وہ بدعتی ہے''۔

مؤرخ کبیر شیخ محمد بن یوسف صالحی اپنی معتبر، مقبول اور جامع کتاب عقود الجمان

---

(۱) الانتفاء از حافظ عبدالبر ص۳۱۹ مطبوعہ دارالبشائر الاسلامیہ بیروت ۱۴۱۷ھ

(۲) اخبار ابی حنیفہ و اصحابہ از امام صمیری ص۷۹ (۳) اخبار ابی حنیفہ واصحابہ از امام صمیری ص۷۹

فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان ۔ میں امام صاحب کی عظیم محدثانہ حیثیت کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اعلم رحمك الله أن الإمام أبا حنيفة رحمه الله تعالى من كبار حفاظ الحديث وقدتقدم انه اخذ عن أربعة آلاف شيخ من التابعين وغيرهم وذكره الحافظ الفاقد ابو عبدالله الذهبى فى كتابه الممتع طبقات الحفاظ من المحدثين منهم ولقد اصاب وأجاد، ولولا كثرة اعتنائه بالحديث ماتهيّاله استنباط مسائل الفقه فانه أوّل من استنبطه من الأدلة ١ ه (١)

> ''معلوم ہونا چاہئے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کبار حفاظ حدیث میں سے ہیں اور اگلے صفحات میں یہ بات گزر چکی ہے کہ امام صاحب چار ہزار شیوخ تابعین وغیرہ سے تحصیل علم کیا ہے اور حافظ ناقد امام ذہبی نے اپنی مفید ترین کتاب تذکرۃ الحفاظ میں حفاظ محدثین میں امام صاحب کا بھی ذکر کیا ہے (جو امام صاحب کے حافظ حدیث ہونے کی بڑی پختہ دلیل ہے ان کا یہ انتخاب بہت خوب اور نہایت درست ہے اگر امام صاحب تکثیر حدیث کا مکمل اہتمام نہ کرتے تو مسائل فقہیہ کے استنباط کی استعداد ان میں نہ ہوتی جبکہ دلائل سے مسائل کا استنباط سب سے پہلے انہوں نے ہی کیا ہے''۔

علم حدیث میں امام صاحب کے اسی بلند مقام و مرتبہ کی بناء پر اکابر محدثین اور ائمہ حفاظ کی جماعت میں عام طور پر امام اعظم کا تذکرہ بھی کیا جاتا ہے: ۔ چنانچہ امام المحدثین ابوعبداللہ الحاکم اپنی مفید و مشہور کتاب ''معرفۃ علوم الحدیث'' کی انچاسویں ۴۹ نوع کی توضیح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

هذالنوع من هذه العلوم معرفة الائمة الثقات المشهورين من التابعين وأتباعهم ممن يجمع حديثهم للحفظ والمذاكرة والتبرك بذكرهم من

---

(۱) عقود الجمعان ص ۳۱۹

الشرق الی الغرب۔

> "علوم حدیث کی یہ نوع مشرق و مغرب کے تابعین اور اتباع تابعین میں سے مشہور ائمہ ثقات کی معرفت اور ان کے ذکر میں ہے جن کی بیان کردہ احادیث حفظ و مذاکرہ اور تبرک کی غرض سے جمع کی جاتی ہیں"۔

پھر اس نوع کے تحت بلاد اسلامیہ کے گیارہ علمی مراکز مدینہ، مکہ، مصر، شام، یمن، یمامہ، کوفہ، جزیرہ، بصرہ، واسط، خراسان کے مشاہیر ائمہ حدیث کا ذکر کیا ہے

۱۔ محدثین مدینہ میں سے امام محمد بن مسلم زہری، محمد بن المنکدر قرشی، ربیعۃ بن ابی عبدالرحمٰن الرائی، امام مالک بن انس، عبداللہ بن دینار، عبیداللہ بن عمر بن حفص عمری، عمر بن عبدالعزیز، سلمہ بن دینار، جعفر بن محمد الصادق وغیرہ کا ذکر کیا ہے۔

۲۔ محدثین مکہ میں سے ابراہیم بن میسرہ، اسماعیل بن امیہ، مجاہد بن جبیر، عمرو بن دینار، عبدالملک بن جریج، فضیل بن عیاض وغیرہ کے اسماء ذکر کیے ہیں۔

۳۔ محدثین مصر میں سے عمرو بن الحارث، یزید بن ابی حبیب، عیاش بن عباس القتبانی عبدالرحمٰن بن خالد بن مسافر، حیوۃ بن شریح التجیبی، رزیق بن حکیم الایلی وغیرہ کا تذکرہ کیا ہے۔

۴۔ محدثین شام میں سے عبدالرحمٰن بن عمرو الاوزاعی، شعیب بن ابی حمزہ الحمصی، رجاء بن حیوۃ الکندی، امام مکحول (الفقیہ) وغیرہ کے اسماء بیان کئے گئے ہیں۔

۵۔ اہل یمن میں سے ہمام بن منبہ، طاؤس بن کیسان، ضحاک بن فیروز دیلمی، شرحبیل بن کلیب صنعانی وغیرہ کے نام لئے ہیں۔

۶۔ محدثین یمامہ میں سے یحییٰ بن ابی کثیر، ابوکثیر یزید بن عبدالرحمٰن السحیمی، عبداللہ بن بدر یمانی وغیرہ کا ذکر کیا ہے۔

۷۔ محدثین کوفہ میں سے عامر بن شراحیل الشعبی، ابراہیم نخعی، ابواسحاق السبیعی، عون بن عبداللہ، موسیٰ بن ابی عائشہ الہمدانی سعید بن مسروق الثوری، الحکم بن عتیبہ الکندی، حماد بن ابی سلیمان (شیخ امام ابوحنیفہ) منصور بن المعتمر السلمی، زکریا بن ابی زائدہ الہمدانی،

معسر بن کدام الہلالی، امام ابوحنیفہ النعمان بن ثابت التیمی، سفیان بن سعید الثوری، الحسن بن صالح بن حی، حمزہ بن حبیب الزیات، زفر بن الہذیل (تلمیذ امام ابوحنیفہ) وغیرہ کا نام لیا ہے۔

۸۔ محدثین جزیرہ میں سے میمون بن مہران، کثیر بن مرۃ حضرمی، ثور بن یزید ابوخالد الرحبی، زہیر بن معاویہ، خالد بن معدان العابد وغیرہ کے اسماء ذکر کیے ہیں

۹۔ اہل بصرہ کے محدثین میں سے ایوب بن ابی تیمیہ السختیانی معاویہ بن قرۃ مزنی، عبداللہ بن عون، داؤد بن ابی ہند شعبہ بن الحجاج (امام الجرح والتعدیل) ہشام بن حسان، قتادۃ بن دعامۃ سدوسی، راشد بن نجیح حمانی وغیرہ کا تذکرہ کیا ہے

۱۰۔ اہل واسط میں سے یحیٰی بن دینار رمانی، ابوخالد یزید بن عبدالرحمٰن دالانی، عوام بن حوشب وغیرہ کا ذکر کیا ہے۔

۱۱۔ محدثین خراسان میں عبدالرحمٰن بن مسلم، عتیبہ بن مسلم، ابراہیم بن ادہم الزاہد، محمد بن زیاد وغیرہ کا تذکرہ کیا ہے (۱)

اس نوع میں امام حاکم نے پانچ سو سے زائد ان ثقات ائمہ حدیث کو ذکر کیا ہے جن کی مرویات محدثین کی اہمیت کی حامل ہیں اور انہیں جمع کرنے کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے۔ اور ان ائمہ حدیث میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ذکر ہے کیا اس کے بعد بھی امام صاحب کے حافظ حدیث بلکہ کبار حفاظ حدیث میں ہونے کے بارے میں کسی تردد کی گنجائش رہ جاتی ہے

اسی طرح امام ذہبی جو بقول حافظ ابن حجر عسقلانی نقد رجال میں استقراء تام کے مالک تھے۔ اپنی اہم ترین و مفید ترین تصنیف سیر اعلام النبلاء میں امام مالک رحمہ اللہ علیہ کے تذکرہ میں امام شافعی رحمہ اللہ کے قول "العلم یدور علی ثلثة مالك، و اللیث و ابن عیینة"

(علم حدیث تین بزرگوں امام مالک، امام لیث بن سعد اور امام سفیان بن عیینہ پر دائر ہے) کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

---

(۱) معرفة علو الحدیث از امام حاکم نیساپوری ص ۲۴۰-۲۴۹

قلت بل وعلی سبعة معهم، وهم الاوزاعی، الثوری، وأبو حنیفة، وشعبة، والحمادان (۱)

میں کہتا ہوں کہ ان تینوں مذکورہ ائمہ حدیث کے ساتھ مزید سات بزرگوں یعنی امام اوزاعی، امام ثوری، امام معمر امام ابوحنیفہ، امام شعبہ امام حماد اور امام حماد بن زید پر علم دائر ہے۔

آپ دیکھ رہے ہیں امام ذہبی ان اکابر ائمہ حدیث کے زمرہ میں جن پر علوم حدیث دائر ہے امام ابوحنیفہ کو بھی شمار کر رہے ہیں امام صاحب کے کبار محدثین کے صف میں ہونے کی یہ کتنی بڑی اور معتبر شہادت ہے اس کا اندازہ اہل علم کر سکتے ہیں۔

نیز اسی سیر اعلام النبلاء، میں مشہور امام حدیث یحیٰی بن آدم کے تذکرہ میں محمود بن غیلان کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ

"سمعت أباأسامة یقول کان عمرؓ فی زمانه رأس الناس وهو جامع وکان بعده ابن عباس فی زمانه وبعده الشعبی فی زمانه وکان بعده سفیان الثوری وکان بعد الثوری یحیٰ بن آدم"

محمود بن غیلان کہتے ہیں کہ میں نے ابواسامہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے عہد میں علم واجتہاد کے اعتبار سے لوگوں کے سردار تھے اور وہ جامع فضائل تھے۔ اور انکے بعد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ میں، اور ان کے بعد امام شعبی اپنے زمانہ میں اور امام شعبی کے بعد سفیان ثوری اپنے زمانہ میں اور ان کے بعد یحیٰی بن آدم اپنے زمانے میں علم واجتہاد کے امام تھے۔

اس قول کو نقل کرنے کے بعد اس بارے میں اپنی رائے کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

قلت: قد کان یحییٰ بن آدم من کبار ائمة الاجتهاد، وقد کان عمر کما قال فی زمانه ثم کان علی، وابن مسعود، ومعاذ، وابو الدرداء، ثم کان بعدهم فی زمانه زیدبن ثابت، وعائشه وابوموسیٰ، وابوهریرة، ثم کان ابن عباس وابن عمر، ثم علقمة، ومسروق وابوادریس وابن المسیب، ثم عروة والشعبی والحسن وابراهیم النخعی ومجاهدوطاؤس وعدّه ثم الزهری وعمربن

---

(۱) سیر اعلام النبلاء ۸/۹۲

عبدالعزیز، وقتادة وأیوب ثم الأعمش وابن عون وابن جریج وعبیدالله بن عمرثم الأوزاعي وسفیان الثوری، ومعمروابوحنیفه وشعبه ثم مالك واللیث وحمادبن زیدوابن عیینة ثم ابن المبارك ویحییٰ القطان ووکیع وعبدالرحمن وابن وهب، ثم یحییٰ بن آدم وعفان والشافعي وطائفة ثم أحمدوأسحاق ابوعبیدوعلی المدینی وابن معین ثم ابومحمدالدارمی ومحمدبن اسماعیل البخاری وآخرون من ائمة العلم والاجتهاد۔ (۱)

میں کہتا ہو یقیناً یحیٰی بن آدم کبار ائمہ اجتہاد میں سے تھے، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بلاشبہ اپنے زمانہ میں علم واجتہاد میں سرتاج مسلمین تھے پھر ان کے بعد حضرت علی، عبداللہ بن مسعود، معاذ بن جبل ابودرداء رضی اللہ عنہم کا مرتبہ ہے، ان حضرات کے بعد زید بن ثابت عائشہ صدیقہ ابوموسیٰ اشعری اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم کا علم واجتہاد میں مرتبہ تھا، ان حضرات کے بعد حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کا مقام تھا پھر ان حضرات صحابہ کے بعد علقمہ، مسروق، ابوادریس خولانی اور سعید بن المسیب کا درجہ تھا پھر عروۃ بن زبیر، امام شعبی، حسن بصری، ابراہیم نخعی، مجاہد، طاؤس وغیرہ تھے پھر ابن شہاب زہری، عمر بن عبدالعزیز، قتادہ، ایوب سختیانی کا مرتبہ تھا پھر امام اعمش، ابن عون، ابن جریج، عبید اللہ بن عمر کا درجہ تھا پھر امام اوزاعی، سفیان ثوری، معمر، امام ابوحنیفہ اور شعبہ بن حجاج کا مقام ومرتبہ تھا پھر امام مالک، لیث بن سعد، حماد بن زید اور سفیان بن عیینہ تھے، پھر عبداللہ بن مبارک، یحیٰی بن سعید قطان، وکیع بن جراح، عبدالرحمٰن بن مہدی، عبداللہ بن وہب تھے پھر یحییٰ بن آدم، عفان بن مسلم، امام شافعی وغیرہ تھے پھر امام احمد بن حنبل اسحاق بن راہویہ، ابوعبید، علی بن المدینی اور یحیٰی بن معین تھے پھر ابومحمد داری، امام بخاری اور دیگر ائمہ علم واجتہاد اپنے زمانہ میں تھے۔

اس موقع پر بھی امام ذہبی نے اکابر ائمہ حدیث کے ساتھ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا بھی ذکر کیا ہے جس سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ امام ذہبی کے نزدیک امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ علم حدیث میں ان اکابر کے ہم پایہ ہیں۔

---

(۱) سیر اعلام النبلاء ۹/۵۲۵_۵۲۶۔

یہ اکابر محدثین یعنی امام مسعر بن کدام، امام ابوسعد سمعانی، حافظ حدیث یزید بن ہارون، استاد امام بخاری مکی بن ابراہیم ابومقاتل، امام عبدالعزیز بن رداد، مورخ کبیر المحدث محمد بن یوسف صالحی، امام المحدثین ابوعبداللہ حاکم نیشاپوری امام ذہبی وغیرہ بیک زبان شہادت دے رہے ہیں کہ امام اعظم ابوحنیفہ اپنے عہد کے حفاظ حدیث میں امتیازی شان کے مالک تھے ان اکابر متقدمین ومتاخرین علمائے حدیث کے علاوہ امام ابن تیمیہ، ان کے مشہور تلمیذ ابن القیم وغیرہ حفاظ حدیث بھی امام صاحب کو کثیر الحدیث ہی نہیں بلکہ اکابر حفاظ حدیث میں شمار کرتے ہیں۔

اس موقع پر بغرض اختصار انہیں مذکورہ ائمہ حدیث وفقہ کی نقول پر اکتفا کیا گیا ہے امام اعظمؒ کی مدح وتوصیف کرنے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ چنانچہ امام حافظ عبدالبر اندلسی مالکی اپنی انتہائی وقیع کتاب "الانتقاء فی فضائل الائمة الثلاثة الفقهاء" میں سرسٹھ ۶۷ اکابر محدثین وفقہاء کے اسماء نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

وكل هولاء أثنوا عليه ومدحوه بألفاظ مختلفة (۱)

ان سارے بزرگوں نے مختلف الفاظ میں امام ابوحنیفہؒ کی مدح وثنا کی ہے امام صاحب کے بارے میں تاریخ اسلام کی ان برگزیدہ شخصیتوں کے اقوال کو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی اس صحیح حدیث کی روشنی میں دیکھئے خادم رسول اللہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ:

مرّوا بجنازة فاثنوا عليها خيراً فقال النبي صلى الله عليه وسلم ! وجبت فقال عمر ما وجبت ؟ فقال هذا أثنيتم عليه خيراً فوجبت له الجنة أنتم شهداء الله في الأرض (متفق عليه) (۲)

حضرات صحابہ کا ایک جنازہ کے پاس سے گزر ہوا تو ان حضرات نے اس کی خوبیوں کی تعریف کی اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واجب ہوگئی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا چیز واجب ہوگئی؟ تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے اسکے خیر وبھلائی کو بیان کیا لہذا اس کے لئے جنت واجب ہوگئی تم زمین

---

(۱) الانتقاء ص ۲۲۹ مطبوعہ دار البشائر بیروت ۱۴۱۷ (۲) مشکوۃ المصابیح ص ۱۴۵ باختصار

میں اللہ کے گواہ ہو۔

اس حدیث پاک کے مطابق یہ اعیان علماء اسلام یعنی محدثین فقہاء، عباد وزہاد اور اصحابِ امانت ودیانت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کی عظمت شان اور دینی امامت کے بارے میں شہداء اللہ فی الارض ہیں اور اللہ کے ان گواہوں کے شہادت کے بعد مزید کسی شہادت کی حاجت نہیں۔

یہ رتبۂ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر اک کا نصیب یہ بخت رسا کہاں

امام صاحب کی عدالت وثقاہت

سید الفقہاء، سراج الامت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالی علم وفضل اور امامت وشہرت کے جس بلند وبالا مقام پر ہیں، ان کی عظمت شان بذات خود انہیں ائمۂ جرح وتعدیل کی انفرادی تعدیل وتوثیق سے بے نیاز کردیتی ہے

چنانچہ امام تاج الدین سبکی اصول فقہ پر اپنی مشہور کتاب ''جمع الجوامع'' کے آخر میں لکھتے ہیں۔

ونعتقد أن أباحنيفة ومالكا، والشافعي، وأحمد، والسفيانين، والأوزاعي، واسحاق بن راهويه، وداؤدالظاهري، وابن جرير وسائر أئمة المسلمين على هدى من الله فى العقائد وغيرها ولاالتفات الى من تكلم فيهم بماهم بريئون منه فقد كانو ا من العلوم اللّدنّية والمواهب الالهية والاستنباط الدقيقة والمعارف الغزيرة والدين والورع والعبادة والزهادة والجلالة بالمحل لايسامىٰ ۔''(۱)

ہمارا اعتقاد ہے کہ ابوحنیفہ، مالک، شافعی، احمد، سفیان ثوری، وسفیان بن عیینہ، اوزاعی، اسحاق بن راہویہ، داؤد ظاہری، ابن جریر طبری اور سارے ائمہ مسلمین عقائد

---

(۱) جمع الجوامع ۳۳۱/۳

واعمال میں منجانب اللہ ہدایت پر تھے اوران ائمہ دین پر ایسی باتوں کی حرف گیری کرنے والے جن سے یہ بزرگان دین بری تھے مطلقاً لائق التفات نہیں ہیں کیونکہ یہ حضرات علوم لدنی ، خدائی عطایا ، باریک استنباط ، معارف کی کثرت ، اوردین و پرہیز گاری ، عبادت وزہد نیز بزرگی کے اس مقام پر تھے جہاں پہنچا نہیں جا سکتا ہے۔

نیز شیخ الاسلام ابواسحاق شیرازی شافعی اپنی کتاب اللمع فی اصول الفقہ میں رقم طراز ہیں۔

وجملته أن الراوی لا یخلوا إما ان یکون معلوم العدالة أومعلوم الفسق أومجهول الحال، فإن کانت عدالته معلومة کالصحابة رضی الله عنهم أوأفاضل التابعین کالحسن وعطاء والشعبی و النخعی أوأجلاء الأئمة کمالك ، وسفیان، وأبی حنیفة، والشافعی، وأحمد، وإسحاق، ومن یجری مجراهم وجب قبول خبره ولم یجب البحث عن عدالته ۔(۱)

> ”جرح وتعدیل کے باب میں خلاصہ کلام یہ ہے کہ راوی کی یا تو عدالت معلوم ومشہور ہوگی یا اس کا فاسق ہونا معلوم ہوگا ، یا وہ مجہول الحال ہوگا (یعنی اس کی عدالت یا فسق معلوم نہیں) تو اگر اس کی عدالت معلوم ہے جیسے کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم یا افاضل تابعین جیسے حسن بصری ، عطاء بن رباح ، عامر شعبی ، ابراہیم نخعی یا جیسے بزرگ ترین ائمہ دین جیسے امام مالک ، امام سفیان ثوری ، امام ابوحنیفہ ، امام شافعی ، امام احمد ، امام اسحاق بن راہویہ اور جو ان کے ہم درجہ ہیں توان کی خبر ضرور قبول کی جائے گی اوران کی عدالت وتوثیق کی تحقیق ضروری نہیں ہوگی“۔

یہی بات اپنے الفاظ میں حافظ ابن صلاح نے اصول حدیث پر اپنی مشہور ومعروف کتاب علوم الحدیث میں تحریر کی ہے۔ لکھتے ہیں

فمن اشتهرت عدالته بین أهل النقل من اهل العلم وشاع کالثناء علیه

---

(۱) اللمع فی اصول الفقہ ص ۱۳۱ مطبوعہ مصطفیٰ البابی الحلبی بمصر ۱۳۵۸ھ

بالثقة والأمانة استغنى فيه بذالك عن بينة شاهد بعدالته تنصيصاً (١)

> ”علمائے اہل نقل میں جس کی عدالت مشہور ہواور ثقاہت وامانت میں جس کی تعریف عام ہواس شہرت کی بناء پر اس کے بارے میں صراحتاً انفرادی تعدیل کی حاجت نہیں ہے“۔

حافظ شمس الدین سخاوی ”الجواهر الدر فی ترجمة شيخ الاسلام ابن حجر“ میں رقم طراز ہیں:۔

وسئل ابن حجر مما ذكره النسائی فی ”الضعفاء والمتروكين عن أبی حنيفة رضی الله أنه ليس بقوی فی الحديث وهو كثير الغلط والخطاء على قلة روايته،هل هو صحيح ؟وهل وافقه على هذا احد من ائمة المحدثين ام لا؟

فأجاب :النسائی من أئمة الحديث والذی قاله انما هو حسب ما ظهر له وأداه إليه اجتهاده ،وليس كل أحد يؤخذ بجميع قوله ،وقد وافق النسائی على مطلق القول فی جماعة من المحدثين ،واستوعب الخطيب فی ترجمته من تاريخه أقاويلهم وفيها مايقبل ومايرد وقدا اعتذر عن الإمام بانه كان يرى أنه لايحدث إلابما حفظه منذ سمعه إلى أن اداه ،فلهذا قلت الرواية عنه وصارت روايته قليلة بالنسبة لذالك ،وإلا فهو فی نفس الأمر كثير الرواية ۔

وفی الجمله :ترك الخوض فی مثل هذا أولى فإن الإ امام وأمثاله ممن قفزوا لقنطرة فما صار يؤثر فی أحد منهم قول أحد بل هم فی الدرجة اللتی رفعهم الله تعالى إليها من كونهم متبوعين يقتدیٰ بهم فليعتمد هذا والله ولی التوفيق (٢)

> ”شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانیؒ سے دریافت کیا گیا کہ امام نسائی نے اپنی کتاب ”الضعفاء والمتروكين “میں امام اعظم ابو حنیفہؒ کے متعلق

---

(۱) علوم الحدیث المعروف بمقدمۃ ابن صلاح ص ۱۱۵

(۲) بحوالہ اثر الحدیث الشریف فی اختلاف الائمہ رضی اللہ عنہم ص ۱۱۶، ۱۱۷ از محقق علامہ محمد عوامہ

جو یہ لکھا ہے کہ ''إنه ليس بالقوی فی الحديث وهو كثير الغلط والخطاء على قلة روايته '' (کیا یہ درست ہے اور ائمہ محدثین میں کسی نے اس قول میں انکی موافقت کی ہے ؟) تو شیخ الاسلام حافظ ابن حجر نے جواب دیا۔ نسائی ائمہ حدیث میں ہیں انہوں نے امام اعظمؒ کے بارے میں جو بات کہی ہے وہ اپنے علم واجتہاد کے مطابق کہی ہے۔ اور ہر شخص کی ہر بات لائق قبول نہیں ہوتی ۔ محدثین کی جماعت میں سے کچھ لوگوں نے اس بات میں نسائی کی موافقت کی ہے اور امام خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں امام اعظم کے تذکرے میں ان لوگوں کے اقوال کو جمع کر دیا ہے جن میں لائق قبول اور قابل رد دونوں طرح کے اقوال ہیں ، امام اعظمؒ کی قلت روایت کے بارے میں یہ جواب دیا گیا ہے کہ روایت حدیث کے سلسلے میں چونکہ ان کا مسلک یہ تھا کہ اس حدیث کا نقل کرنا درست ہے جو سننے کے وقت سے بیان کرنے کے وقت تک یاد ہو باب روایت میں اسی کڑی شرط کی بناء پر ان سے منقول روایتیں کم ہو گئیں ورنہ وہ فی نفسہ کثیر الروایت ہیں '' ۔

'' بہر حال (امام اعظمؒ کے متعلق) اس طرح کی باتوں میں نہ پڑنا ہی بہتر ہے کیونکہ امام ابوحنیفہ اور ان جیسے ائمہ دین ان لوگوں میں ہیں جو اس پل کو پار کر چکے ہیں (یعنی باب جرح میں ہماری بحث وتحقیق سے بالاتر ہیں) لہذا ان میں کسی کی جرح مؤثر نہیں ہوگی بلکہ اللہ تعالی نے ان بزرگوں کو امامت ومقتدائیت کی جو رفعت وبلندی عطا کی وہ اپنے اسی مقام بلند پر فائز ہیں ۔ ان ائمہ حدیث کے متعلق اسی تحقیق پر اعتماد کرو اللہ تعالی ہی توفیق کے مالک ہیں '' ۔

ان اکابر علماء حدیث وفقہ کی مذکورہ بالا تصریحات اور حدیث وفقہ کے اس مسلمہ اصول کے پیش نظر اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی توثیق وتعدیل سے متعلق ائمہ جرح وتعدیل کے انفرادی اقوال پیش کیے جائیں پھر بھی بغرض

فائدہ مزید امام اعظمؒ کی توثیق وتعدیل سے متعلق ذیل میں کچھ ائمۂ جرح وتعدیل کے اقوال درج کیے جارہے ہیں۔

۱۔قال محمد بن سعد العوفی سمعت یحییٰ بن معین یقول کان أبو حنیفة ثقة لایحدث بالحدیث إلابمایحفظه و لایحدث بمالا یحفظ۔ (۱)

> ''محمد بن سعد عوفی کابیان ہے کہ میں نے یحییٰ بن معین سے کہتے ہوئے سنا کہ امام ابوحنیفہ ثقہ تھے وہ اسی حدیث کو بیان کرتے تھے جوانہیں محفوظ ہوتی تھی اور جو حدیث یاد نہ ہوتی بیان نہیں کرتے تھے''۔

۲۔وقال صالح بن محمد الأسدی الحافظ سمعت یحییٰ بن معین یقول کان أبو حنیفة ثقة فی الحدیث۔ (۲)

> ''حافظ صالح بن محمد اسدی کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن معین کو کہتے ہوئے سنا کہ امام ابوحنیفہ حدیث میں ثقہ تھے''۔

۳۔وقال علی بن المدینی أبوحنیفة روی عنه الثوری ،وابن المبارك وحماد بن زیدوهشیم ووکیع بن الجراح وعباد بن العوام وجعفر بن عون وهو ثقة لا بأس به ۔(۳)

امام بخاری کے استاذ کبیر علی بن المدینی کا قول ہے کہ امام ابوحنیفہ سے سفیان ثوری عبداللہ بن مبارک ،حماد بن زید، ہشیم ،وکیع بن الجراح ،عباد بن عوام اور جعفر بن عون روایت کرتے ہیں اور وہ ثقہ تھے ان میں کوئی خرابی نہیں تھی۔

٤۔قال محمدبن اسماعیل سمعت شبابة بن سوار کان شعبة حسن الرای فی أبی حنیفة ۔(٤)

---

(۱)تهذیب الکمال از حافظ مزی ٣٤٠/٧ مطبوعه موسسة الرساله ١٤١٨هـ۔ (۲)ایضاً۔

(۳)جامع بیان العلم وفضله ١٠٨٣/٢ ازحافظ ابن عبدالبرمطبوعه دارالجوزیه طبعة ثالثه ١٤١٨

(٤)الانتقاء فی فضائل الائمة الثلاثة الفقهاء ص١٩٦ ازحافظ ابن عبدالبر مطبوعه دارالبشائرالاسلامیه بیروت لطبعة الاولی ١٤١٧۔

شبابۃ بن سوار کا بیان ہے کہ امام شعبہ بن الحجاج امام ابو حنیفہ کے بارے میں اچھی رائے رکھتے تھے۔

۵۔ قال عبداللہ بن أحمد بن إبراهيم الدورقی قال سئل يحيىٰ بن معين وانا اسمع عن ابی حنيفة فقال: ثقة ماسمعت احداًضعّف هذاشعبةبن الحجاج يكتب إليه ان يحدث ويامره وشعبة شعبه (۱)

> ''عبداللہ دورقی کہتے ہیں یحیٰی بن معین سے امام ابو حنیفہ کے متعلق پوچھا گیا اور میں سن رہا تھا کہ یحیٰی بن معین نے فرمایا وہ ثقہ ہیں میں نے کسی سے اس کی تضعیف نہیں سنی، یہ امام شعبہ ہیں جنہوں نے امام ابو حنیفہ کو مکتوب لکھا کہ آپ حدیث روایت کیجئے یعنی امام شعبہ نے انہیں حدیث کی روایت کا حکم دیا اور جرح وتعدیل کے فن میں شعبہ کا جو مقام ہے وہ سب کو معلوم ہے''

اس موقع پر بغرض اختصار ائمۂ جرح وتعدیل میں سے امام یحیٰی بن معین، امام علی بن المدینی اور امام شعبہ بن الحجاج کے اقوال پر اکتفاء کیا جارہا ہے ورنہ "يقول امام ابن عبدالبر الذين رووا عن أبی حنيفة ووثقوه وأثنوا عليه أكثر من الذين تكلموا فيه"۔

یعنی امام ابو حنیفہ سے حدیث کی روایت کرنے اور ان کی توثیق وتعریف کرنے والوں کی تعداد ان پر کلام کرنے والوں کی تعداد سے بہت زیادہ ہے۔

پھر ان مذکورہ ائمہ کا فن جرح وتعدیل میں جو مقام ومرتبہ ہے وہ اہل علم سے پوشیدہ نہیں کہ ان میں سے صرف ایک کی تعدیل کسی کی عدالت کے ثبوت کے لئے کافی سمجھی جاتی ہے۔

امام ابو حنیفہ اور فن جرح وتعدیل

سراج الامت، سید الفقہاء نہ صرف ایک عادل وضابطہ حافظ حدیث تھے بلکہ ائمۂ محدثین کی اس صف میں شامل تھے جو علوم حدیث اور رجال حدیث میں مہارت، نیز ذکاوت وفراست اور عدالت وثقاہت میں اس معیار پر تھے جن کے فیصلوں پر راویانِ

---

(۱) جامع بيان العلم وفضله ۱۰۸۴/۲

حدیث کے مقبول وغیر مقبول ہونے کا مدار ہے۔

چنانچہ الامام الناقد الحافظ ابو عبداللہ شمس الدین محمد الذہبی المتوفی ۷۴۸ھ طبقات المحدثین کے فن میں اپنی جامع ونافع ترین کتاب ''تذکرۃ الحفاظ'' کے سرورق پر رقم طراز ہیں۔

هذه تذكرة اسماء معدلى حملة العلم النبوى ومن وير جع إلى اجتهادهم فى التوثيق والتضعيف والتصحيح والتعريف ۔(۱)

> ''یہ مستقیم السیرت حاملین حدیث اور رجال کی توثیق وتضعیف نیز حدیث کی تصحیح وتضعیف میں جن کے اجتہاد ورائے کیجانب رجوع کیا جاتا ہے کے اسماء کا تذکرہ ہے''۔

اور تذکرہ میں امام ذہبی پانچویں طبقہ کے حفاظ حدیث میں امام صاحب کا بھی ذکر کیا ہے (۲) جس سے صاف ظاہر ہے کہ امام ذہبی نے (جن کے بارے میں حافظ ابن حجر کا فیصلہ ہے کہ نقد رجال میں استقراء تام کے مالک ہیں) کے نزدیک امام اعظم ابوحنیفہؒ کا شمار ان ائمۂ حدیث میں ہے جن کے قول سے جرح وتعدیل کے باب میں سند پکڑی جاتی ہے۔

پھر یہی امام ذہبی اپنے رسالہ ''ذكر من يعتمد قوله فى الحرح والتعديل'' میں لکھتے ہیں۔

فاول من زكىٰ وجرّح عند انقراض عصر الصحابة

۱۔الشعبى، ۲۔وابن سيرين ونحوهماحفظ عنهم توثيق أناس وتصعيف آخرين ۔وسبب قلة الضعفاء قلة متبوعهم من الضعفاء إذاكثر المتبوعين صحابة عدول واكثرهم من غيرالصحابة بل عامتهم ثقات صادقون يعون مايرون وهم كبار التابعين ......ثم كان فى المائة الثانية فى اوائلها جماعة من الضعفاء من ارساط التابعين وصغار هم ....فلما كان عند انقراض عامة التابعين فى حدودالخمسين ومائة تكلم طائفة من الجهابذة فى التوثيق والتضعيف ۳۔فقال ابو حنيفة ما رايت أكذب من جابر الجعفى الخ۔(۱)

> ''عہد صحابہ رضی اللہ عنہم کے خاتمہ کے بعد اولین جرح وتعدیل کرنے

---

(۱) تذکرۃ الحفاظ ۱/۱ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بلا تاریخ (۲) ایضاً ۱/۱۶۸

والوں میں امام شعبی اور امام ابن سیرین ہیں ان دونوں بزرگوں سے کچھ لوگوں کی توثیق اور کچھ دوسرے لوگوں کی جرح محفوظ ہے۔ اس عہد میں ضعفاء کی کمی کا سبب یہ ہے کہ اس زمانہ کے متبوعین میں حضرات صحابہ ہیں جو سب کے سب عادل ہی ہیں اور غیر صحابہ میں کبار تابعین ہیں جو عام طور پر ثقہ صادق اور اپنی مرویات کو محفوظ رکھنے والے تھے پھر دوسری صدی ہجری کے اوائل میں اوساط وصغار تابعین میں ضعفاء کی ایک جماعت ہے۔

پھر جب ۱۵۰ھ کے حدود میں اکثر اور عام تابعین ختم ہوگئے تو ناقدین رجال کی ایک جماعت نے توثیق وتضعیف کے باب میں کلام کیا چنانچہ امام ابوحنیفہ نے جابر جعفی پر جرح کرتے ہوئے فرمایا مارأیت اکذب من جابر الجعفی، "جابر جعفی سے بڑا جھوٹا میں نے نہیں دیکھا"۔

جابر جعفی کے بارے میں امام صاحب کی اس جرح کی بنیاد پر عام طور پر ائمہ رجال نے یہی فیصلہ صادر کیا ہے کہ جابر جعفی کی روایت قابل اعتبار نہیں ہے۔ چنانچہ امام ترمذی کی کتاب العلل میں امام صاحب کے حوالہ سے جابر جعفی پر جرح نقل کی ہے وہ لکھتے ہیں۔

حدثنا محمود بن غیلان، حدثنا ابویحییٰ الحمانی قال سمعت أبا حنیفه یقول: مارأیت أحداً أکذب من جابرالجعفی و لاأفضل من عطاء۔ (۲)

> "امام ترمذی ناقل ہیں کہ مجھ سے محمود بن غیلان نے اور انہوں نے اپنے شیخ ابویحییٰ حمانی سے نقل کیا کہ میں نے ابوحنیفہ سے کہتے ہوئے سنا کہ جابر جعفی سے بڑا جھوٹا اور عطا بن ابی رباح سے افضل میں نے نہیں دیکھا"۔

جرح وتعدیل کے باب میں امام صاحب کے اس قول کی امام ترمذی کے علاوہ امام ابن حبان نے اپنی صحیح میں، حافظ ابن عدی نے "الکامل فی الضعفاء" میں اور حافظ

---

(۱) اربع رسائل فی علوم الحدیث ص۱۷۲–۱۷۵ مطبوعه دارالبشائر الاسلامیه الطبعة السادسة ١٤١٦ھ بتحقیق علامه محدث عبدالفتاح ابوغده۔ (۲) جامع ترمذی ۳۳/۲ طبع مصر ۱۲۹۲ بحواله ابن ماجه اورعلم حدیث از محقق علامه عبدالرشید نعمانی ص۲۲۹، تهذیب التهذیب ٤٨/٢ (۲) ص۱۰۸، ۱۰۹ مطبوعه دهلی ۱۸۱۵ء

ابن عبد البر نے ”جامع بیان العلم وفضلہ“ میں نقل کیا ہے۔

امام بیہقی کتاب القرأت خلف الامام میں لکھتے ہیں۔

”ولو لم يكن فی جرح الجعفی الاقول ابی حنيفة رحمه الله لكفاه به شرافانه رأه وجرّبه وسمع منه مايوجب تكذيبه فاخبربه۔“(۱)

”جابر جعفی کی جرح میں اگر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ ہی کا قول ہوتا تو بھی اس کے مجروح ہونے کیلئے یہ کافی تھا کیونکہ امام صاحب نے اسے دیکھا اور اس کا تجربہ کیا تھا اور اس سے ایسی باتیں سنی تھیں جس سے اسکی تکذیب ضروری تھی لہذا انہوں نے اسکی خبر دی“

اور امام ابو محمد علی بن احمد المعروف بہ ابن حزم اپنی مشہور کتاب ”المحلی فی شرح المجلی“ میں لکھتے ہیں۔

جابر الجعفی كذاب وأول من شهد عليه بالكذب ابوحنيفة (۲)

جابر جعفی کذاب ہے اور سب سے پہلے جس نے اسکے کاذب ہونے کی شہادت دی وہ امام ابوحنیفہ ہیں۔

ان نقول سے یہ بات اچھی طرح واضح ہوجاتی ہے کہ جرح وتعدیل کے باب میں امام بخاری امام علی بن المدینی استاذ امام بخاری امام احمد بن حنبل، یحیٰی بن معین، یحیٰی بن سعید قطان، عبدالرحمٰن بن مہدی، امام شعبہ وغیرہ ائمۂ جرح وتعدیل کے اقوال کی طرح امام ابوحنیفہ کے اقوال سے بھی ائمہ حدیث احتجاج واستدلال کرتے ہیں کتب رحال مثلاً تھذیب الکمال از امام مزی، تذہیب التھذیب از امام ذہبی، تہذیب التہذیب از حافظ ابن حجر عسقلانی وغیرہ میں جرح وتعدیل سے متعلق امام صاحب کے دیگر اقوال بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔

اس مختصر مقالہ میں ان سب اقوال کے نقل کی گنجائش نہیں کسی دوسرے موقع پر انشاء اللہ اس اختصار کی تفصیل بھی پیش کردی جائے گی۔ یار زندہ صحبت باقی۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على
سيد المرسلين وعلى آله وأصحابه وأتباعه أجمعين

---

(۱) ص ۱۰۸-۱۰۹ مطبوعہ دہلی ۱۳۱۶ (۲) ۳۷۸۱ طبع بیروت